245- منکر حدیث والد کے ساتھ حسن سلوک کرنا

سوال

میں ایک بے دین خاندان میں زندگی بسر کر رہا ہوں جو میرے ساتھ مذاق کرتا اور مجھ پر ظلم کرتا ہے، الحمدللہ میں دین پر عمل پیرا ہوں، میرے والد صاحب کا اعتقاد ہے کہ وہ احادیث جو قرآن مجید میں پائے جانے والے امور کی شرح کرتی ہیں مثلا نماز وغیرہ ان پر عمل کرنا واجب ہے، اور جو امور قرآن مجید میں نہیں مثلا اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا ان احادیث پر عمل کرنا واجب نہیں.

اس کے علاوہ بھی والد صاحب کے کئی ایک اعتقادات ہیں مجھے علم ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا واجب ہے، کیا میرے لیے اپنے والد کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے ؟

اگر جواب نفی میں ہو تو کیا میں یہ ظاہر کر سکتا ہوں کہ میں اس کے پیچھے نماز ادا کروں اور بعد میں نماز لوٹا لوں تا کہ والد ناراض نہ ہوں ؟

پسندیدہ جواب

سائل بھائی جس حالت میں زندگی بسر کر رہا ہے وہ بالفعل ایک مشکل حالت ہے، کسی مومن شخص کے لیے باپ کے ساتھ زندگی بسر کرنا آسان کام نہیں جو ضلالت و گمراہی میں پڑا ہوا ہو، اور وہ صحیح منہج اہل سنت والجماعت کا مسلک کا اختیار نہ کرے بلکہ کسی اور مسلک پر عمل پیرا ہو لیکن مسلمان کو اس طرح کے والد کے متعلق صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے اجر و ثواب کی نیت رکھنی چاہیے، اور اسے وعظ و نصیحت کرنے میں نرمی اور بصیرت سے کام لینا چاہیے، اور ایسے وسائل بروئے کار لائے جس سے والد کو یہ محسوس نہ ہو کہ بیٹا اس کے خلاف ہے، اور نہ ہی اس کے ساتھ بے رخی اور قطع تعلقی سے کام لے، بلکہ اس سے والد یہ محسوس کرے کہ یہ اس بیٹے کی جانب سے نصیحت ہے جو والد کا ادب و احترام کرنا جانتا ہے، اور والد کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے بیٹے کی نصیحت ہے، اور اس کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آنے والا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کی جانب سے والد کو تبلیغ کے وقت ہوا تھا.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اور اس کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کریں، بیشک وہ بڑی سچائی والے نبی تھے}.

{جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان! آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ تو سنتے ہیں نہ دیکھتے؟ نہ آپ کو کچھ نفع اور فائدہ دے سکیں ؟}.

{میرے مہربان ابا جان! آپ دیکھیے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں، تو آپ میری ہی مانیں میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی راہنمائی کرونگا}.

{میرے پیارے ابا جان! آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں شیطان تو رحم و کرم والے اللہ تعالی کا بڑا ہی نافرمان ہے}.

{ابا جان! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الہی نہ آپڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں}.

{اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے، سن لو اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مار مار کر ہلاک کر ڈالوں گا، جا ایک مدت دراز تک مجھ سے الگ رہو}.

{اس نے کہا اچھا تم پر سلامتی ہو، میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے} مریم (41–47).

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے میرے ابا جان کی رقیق اور نرم پکار لگاتے ہوئے اے میرے ابا جان کے الفاظ کہے، انہوں نے یہ نہیں فرمایا: میں عالم ہوں اور آپ جاہل ہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا.

اور اپنے والد پر اپنی شفقت اور نرمی اور اس کی سلامتی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

اے میرے ابا جان مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ کو اللہ رحمن کی جانب سے عذاب الہی نہ پہنچ جائے، اور جب ان کے والد نے انکار کر دیا اور رجم کرنے کی دھمکی دی تو ابراہیم علیہ السلام نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا بلکہ یہ بھی پورے ادب و احترام سے کہا کہ آپ پر سلامتی ہو، اور اس کے ساتھ دعائے استغفار کا وعدہ کیا.

چنانچہ ہمارے نیک و صالح بیٹوں کی جانب سے اپنے گمراہ باپوں کو اسی طرح کی دعوت ہونی چاہیے.

آپ کو علم ہونا چاہیے کہ سنت و حدیث کا انکار یا اس میں سے کسی چیز کا انکار کرنا بہت ہی خطرناک مسئلہ ہے اس موضوع کی تفصیل ہم کسی اور جگہ پر کرینگے لیکن ہم اختصار کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ:

اگر آپ کے والد کی بدعت اسے دین اسلام سے ہی نکال دے مثلا بالکل حدیث کا انکار کرنا، اور اس پر حجت بھی قائم ہو چکی ہو، اس کے باوجود وہ حق ماننے سے انکار کر دے تو پھر اس کے کفر کی بنا پر اس کے پیچھے آپ کی نماز صحیح نہیں.

لیکن اگر اس کی بدعت کفر تک نہیں پہنچتی مثلا وہ کسی حدیث کے حکم پر عمل نہیں کرتا کمی و کوتاہی کی بنا پر تو آپ کے لیے اس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے، تو اس وقت آپ کی نماز صحیح ہوگی. واللہ اعلم

اضافہ:

اس سوال کے متعلق ہمیں شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ تعالی کی جانب سے درج ذیل کلمات ملے:

بعض اوقات انکار تاویل ہوتا ہے، اور بعض اوقات انکار جحد، چنانچہ اگر انکار جحد ہو یعنی وہ یہ کہے: جی ہاں مجھے علم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے، لیکن میں اسے نہیں مانتا، اور نہ ہی قبول کرتا ہوں، اگر تو ایسا ہو تو وہ کافر اور اسلام سے مرتد ہے، اور اس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز نہیں.

اور اگر اس کا انکار انکار تاویل ہو تو پھر دیکھا جائیگا کہ اگر تو اس کی تاویل اس کی محتمل ہو جو لغت جائز کرتی ہے، اور مصادر شریعت اور اس کے موارد جانتے ہیں تو یہ شخص کافر نہیں ہوگا، بلکہ یہ بدعتیوں میں شامل ہوتا ہے، اگر اس کا قول بدعتی ہو تو اس کے پیچھے نماز ادا کی جائیگی لیکن اگر اس کے پیچھے نماز ترک کرنے میں کوئی مصلحت ہو کہ وہ اپنی بدعت سے باز آجائے اور معاملات میں دوبارہ سوچ و بچار کرے گا تو اس کے پیچھے نماز ادا نہ کی جائے.

اس باپ کی حالت یہ ہے کہ وہ بعض احادیث جو قرآن مجید کے موافق اور اس کی شرح ہیں کا اقرار کرتا ہے، لیکن اسی وقت وہ دوسری قسم کا انکار کرتا ہے جو قرآن مجید سے زائد ہے، اس طرح کا عمل عظیم بدعت میں شمار ہوتا ہے، جس پر شارع نے وعید سنائی ہے، یسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"تم میں کوئی ایک کسی اور اپنی مسند پر سہارا لگائے ہوئے پائیگا.... الحدیث"

یہ بہت بڑی بدعت ہے ایسی بدعت کے مرتکب شخص کے متعلق خدشہ ہے.

واللہ اعلم.